دلالی اور آڑھت کے احکام

ڈاکٹر مفتی عبدالواحد

رئیس دارالافتاء والتحقیق جامع مسجد الھلال چوبرجی پارک لاہور

دلال کا لفظ دو معنی میں بولا جاتا ہے:

۱)...... ایک وہ دلال جو اجرت پر لیکن اجیر بنے بغیر بائع اور مشتری کی ایک دوسرے کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ اور خود سودا نہیں کرتا۔ اس کو انگریزی میں بروکر (Broker) کہتے ہیں۔

" السمسار هو المتوسط بين البائع والمشترى باجر من غير ان يستا جر "

ص: ۵۴۶، ج ۴، ردالمختار).

۲) دوسرا وہ دلال کہلاتا ہے جو بائع یا مشتری کی جانب سے اجرت پر سودا کرتا ہے اس کو آڑھتی بھی کہتے ہیں اور انگریزی میں اس کو میشن ایجنٹ (Commission Agent) کہتے ہیں۔

کمیشن ایجنٹ یا آڑھتی سے متعلق ایک حدیث کے مطلب کی وضاحت:

" عن ابی هريرةؓ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لايبيع حاضر لبا د "

(مسلم)

ترجمہ:...... حضرت ابوھریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہری دیہات والے کے لیے فروخت نہ کرے۔

حدیث کا یہی مطلب حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی منقول ہے۔

" عن طاؤس قال قلت لا بن عباس ماقوله حاضر لباد قال لايكن له سمسار اً "

(مسلم)۔

حضرت طاوسؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے پوچھا کہ " حاضر لباد " کا کیا مطلب ہے ؟ انہوں نے فرمایا: شہری دیہات والے کے لیے دلال اور آڑھتی نہ بنے ۔

کوئی شخص کسی دوسرے سے اپنا کوئی مال بکوائے یا ایک دوسرے کو کہے کہ میں تمہارا مال فروخت کرتا ہوں یا ایک شہری دوسرے شہری کا یا ایک دیہات والا دوسرے دیہاتی کا کمیشن ایجنٹ بن جائے اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔ کیونکہ یہ وکالت کا معاملہ ہے۔لہٰذا حدیث میں جو ممانعت ہے وہ اس پر محمول ہے کہ شہر کا دلال اور آڑھتی آئے ہوئے مال پر اپنی اجارہ داری قائم کر کے مفاد عامہ کے خلاف اقدام کرے، مثلاً زیادہ مہنگے داموں پر فروخت کرے تاکہ زیادہ کمیشن، دلالت اور آڑھت وصول ہو۔

عرض اگر شہری مفاد عامہ کو پیش نظر رکھے اور صحیح داموں میں سودا فروخت کرے تو اس کے دیہات والوں کے لیے دلال یا آڑھتی بننے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

بروکر دلال کی اجرت:

۱)...... اگر دلال (Broker) بائع اور مشتری کے درمیان سودا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور مالک خود فروخت کرتا ہے۔تو جیسا رواج ہو اس کے مطابق دلال اپنی اجرت بائع سے یا خریدار سے یا دونوں سے وصول کر سکتا ہے۔

" ان سعی بینهما و باع المالک بنفسه یعتبر العرف فتجب الدلالة علی البائع او المشتری او علیهما بحسب العرف " (ردالمحتار : ج ۴، ص ۴۶)۔

۲)...... اگر یہی دلال مالک کی اجازت سے شئی کو خود فروخت کرے تو وہ بائع کا وکیل بن جاتا ہے اور صرف بائع سے اجرت وصول کر سکتا ہے۔اس صورت میں رواج کا اعتبار نہ ہوگا۔

" الدلال ان باع العین بنفسه باذن ربها فاجرته علی البائع ولیس له اخذ شئی من المشتری لانه هو العاقد حقیقة وظاهره انه لا یعتبر العرف هنا لانه لاوجه له "

(ردالمحتار ج ۴، ص ۴۶)۔

بائع اور مشتری دونوں کو درمیان کے آدمی کا بروکر ہونا معلوم ہو:

بروکر کے طور پر کام کی اجرت کے مستحق بننے کے لیے ضروری ہے کہ بائع اور مشتری دونوں ہی کو اس کا علم ہو کہ یہ شخص بروکر کے طور پر کام کر رہا ہے، صرف بائع یا صرف مشتری کو علم ہونا ضروری نہیں ہے مثلاً:

۱)...... ایک شخص کی گاڑی میں کوئی پرزہ تبدیل کرنے کی ضرورت ہے گاڑی والا میکینک کو کہتا ہے کہ تم چل کر مجھے دلوادو۔ مستری مالک کو ایک دوکان پر لے جاتا ہے اور پرزہ پسند کرواتا ہے۔ سودا دوکاندار اور مالک کے درمیان ہوتا ہے۔ اب مستری یہ چاہے کہ چونکہ وہ گاہک کو لایا ہے لہٰذا دوکاندار اس کو دلالی کے طور پر کچھ حصہ دے تو اگرچہ دوکاندار اس پر راضی ہو۔ اور وہ اپنے نفع میں مستری کو حصہ دے اور گاہک سے اصل قیمت سے کچھ زائد وصول نہ کرے، تب بھی یہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ گاہک نے اس کو بروکر سمجھ کر پرزہ دلوانے کو نہیں کہا۔

۲)...... ڈاکٹر مریض کو ایکسرے یا ٹیسٹ لکھ کر دیتا ہے اور کہتا کہ یہ فلاں لیبارٹری سے کراؤ ڈاکٹر کا اس لیبارٹری سے معاہدہ ہے کہ وہ مریض بھیجنے پر اتنی دلالی لیگا۔ یہ جائز نہیں کیونکہ مریض کو ڈاکٹر کا بروکر کے طور پر کام کرنا معلوم نہیں۔ اس کے ناجائز ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ڈاکٹر صرف مشورہ یا مشورہ اور دوا دونوں کی فیس مریض سے وصول کرتا ہے اس کی وجہ سے لیبارٹری سے متعلق مشورہ بھی اس کے فرائض میں داخل ہو جاتا ہے۔

وجہ یہ ہے کہ جب بیچ کے آدمی کا بروکر اور دلال ہونا معلوم نہ ہو تو آدمی اس سے ہمدردی کی بنیاد پر تعاون طلب کرتا ہے اور سمجھتا ہے کہ وہ اس کی بے لوث رہنمائی کریگا۔ جبکہ بروکر دلال اپنے مفاد کو پیش نظر رکھتا ہے۔ اور اس کے کام میں بے لوث رہنمائی نہیں ہوتی۔ اس طرح سے رہنمائی لینے والے فریق کو دھوکہ ہوتا ہے۔

کمیشن ایجنٹ دلال کی اجرت:

۱)...... یہ دلال اجرت کا اس وقت مستحق بنتا ہے جبکہ وہ کام پورا کرے مثلاً جب آڑھتی سامان فروخت کرلے اس وقت وہ اجرت لینے کا مستحق بنتا ہے۔

" ولا یستحق المشترک الاجر حتی یعمل کا لقصار ونحوه کفتال وحمال ودلال وملاح " (ردالمحتار ص ۴۴، ج ۵).

بروکراور کمیشن ایجنٹ کا فیصد کے حساب سے اجرت لینا جائز ہے:

" قال فی التتار خانیه وفی الدلال والسمسار یجب اجر المثل وما تواضعوا علیه ان فی کل عشرة دنانیر کذا فذاک حرام علیهم وفی الحاوی سئل محمد بن سلمة عن اجرة السمسار فقال ارجو انه لاباس به وان کان فی الاصل فاسداً لکثرة التعامل " . (ردالمحتار ص ۴۴، ج ۵).

کمیشن ایجنٹ دلال کی اجرت معین کرنا ضروری ہے اگر چہ فیصد کے حساب سے ہو:

۱)...... زید کے پاس ایک گاڑی ہے جسے وہ فروخت کرنا چاہتا ہے، وہ ایک شوروم والے کے پاس جاتا اور کہتا ہے کہ میری گاڑی فروخت کریں، قیمت میں سے دو لاکھ مجھے دیں اور اوپر جتنی رقم ملے وہ آپ رکھ لیں۔شوروم والے وہ گاڑی سوا دو لاکھ میں فروخت کر کے دو لاکھ زید کو دیتے ہیں اور پچیس ہزار اپنے پاس رکھتے ہیں، تو یہ جائز نہیں کیونکہ گاڑی سوا دو لاکھ میں فروخت ہوئی۔وہ کل رقم گاڑی کا بدل ہے اور چونکہ گاڑی زید کی تھی۔لہٰذا گاڑی کا کل بدل بھی زید کی ملکیت ہوا۔ایسی صورت میں پوری قیمت زید کی ہے۔اور شوروم والوں کو اپنے کام کی مارکیٹ ریٹ کے مطابق اجرت ملے گی۔جس کو اجرت مثل کہتے ہیں۔لیکن چونکہ اجرت نامعلوم رکھنے سے گناہ بھی ہوتا ہے اس لیے ضروری ہے کہ پہلے ہی سے اجرت طے کرلی جائے، اگر چہ وہ فیصد کے حساب سے ہو۔

۲)...... زید نے دوکاندار سے کپڑے کے چند تھان لیے اور گھوم پھر کر ان کو فروخت کر لیا۔حاصل شدہ قیمت دوکاندار کی ہوگی۔البتہ زید کو مارکیٹ کے حساب سے کمیشن یعنی اجرت مثل ملے گی۔

بازار کے کسی آدمی سے سودا بکوایا تو اس کی اجرت کے استحقاق میں بازار والوں کے رواج پر ہوگا:

بازار میں ایک شخص کو یا دوکاندار کو کہا کہ ہمارا سامان فروخت کر دو اور اجرت کا کچھ ذکر نہیں کیا۔سامان فروخت کر کے اس شخص نے اجرت کا سوال کیا تو بازار والوں کے رواج کو دیکھیں گے۔اگر ان میں رواج ہو کہ اجرت پر کام کرتے ہیں۔بغیر اجرت کے نہیں کرتے تو اس شخص کو اجرت مثل ملے گی ورنہ نہیں۔

" استعان برجل فی السوق لیبیع متاعه فطلب منه اجراً فالعبرة لعادتهم ای لعادة اهل السوق فان کانوا یعملون با ٔجر یجب اجر المثل والا فلا " .

(ردالمحتار : ص ۴۹، ج : ۵).

کمیشن ایجنٹ پر تاوان:

کمیشن ایجنٹ کے پاس مالک کا سامان بطور امانت کے ہوتا ہے لہٰذا اس میں امانت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔اور مال کو ضائع ہونے کی صورت میں دیکھا جائے گا۔کہ کمیشن ایجنٹ کا قصور کوتاہی ہے یا نہیں؟ اگر اس کے پاس مال کسی قدرتی آفت سے ہلاک ہوا یا چوری ہوا یا کوئی اور حادثہ پیش آیا جس میں کمیشن ایجنٹ کی کوئی کوتاہی نہ ہو تو نقصان مالک کا ہوگا اور اگر مال کے ضائع ہونے میں کمیشن ایجنٹ کی کوتاہی کو دخل ہو تو اس کو مال کا تاوان بھرنا پڑے گا۔

مسئلہ:...... دلال جو کمیشن پر کسی کا مال گھوم پھر کر بیچتا ہو اس نے اگر دوکاندار سے لیا ہوا مال دوسرے دوکاندار کے پاس امانت رکھا۔اور دوسرے دوکاندار۔کے پاس وہ مال ہلاک وضائع ہوگیا تو اس دلال پر لازم ہوگا کہ وہ مالک دوکاندار کو مال کا تاوان ادا کرے،دوسرے دوکاندار پر تاوان نہ آئے گا۔

" لوطاف به الدلال ثم وضعه فی حانوت فهلک ضمن الدلال بالا تفاق ولا ضمان علی صاحب الحانوت عند الامام لانه مودع المودع "

(ردالمحتار ص ۳۱۸ ، ج : ۴).

(قوله ضمن الدلال بالا تفاق)

" هذا اذا وضعه امانة عند صاحب الدكان "

اگر دلال نے مال دوسرے دوکاندار کے پاس اس غرض سے رکھا تا کہ وہ اس کو اس سے خرید لے پھر دوسرے دوکاندار کے پاس وہ مال ضائع ہوگیا۔تو اس صورت میں دلال پر تاوان نہیں آئیگا۔

" اما لو وضعه عنده ' یشتر یه ففیه خلاف فقیل یضمن لانه مودع ولیس للمودع ان یودع وقیل لا یضمن فی الصحیح لانه امر لا بد منه للبیع "

(ردالمحتار ص : ۳۱۸ ، ج: ۴).

کمیشن ایجنٹ مالک کے لیے مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا:

چونکہ کمیشن ایجنٹ خود مالک کا ایجنٹ اور نمائندہ ہوتا ہے اگر چہ اجرت پر ہوتا ہے اس لیے وہ مالک کے لیے فروخت شدہ

مال کی قیمت کا ضامن نہیں بن سکتا کہ مالک سے یوں کہے کہ میں فلاں کو تمہارا مال فروخت کرتا ہوں اگر اس نے قیمت ادا نہ کی تو میں قیمت کا ضامن ہونگا۔ " ضمان الدلال والسمسار الثمن للبائع باطل لانه وكيل بالاجر "

(ردالمحتار ص: ۳۱۷، ج: ۶).

کمیشن اور دلالی سے متعلق چند اور مسائل:

مسئلہ:...... آڑھتی اور کمیشن ایجنٹ بعض اوقات بیوپاریوں کا مال آگے ادھار فروخت کرتے ہیں لیکن خود بیوپاریوں کو نقد ادائیگی کر دیتے ہیں۔ آڑھتی نے اگر بیوپاری کو نقد کی قیمت کے حساب سے مثلاً ایک سو پانچ روپے پر فروخت کیا تو یہ غلط ہے۔ زائد پانچ روپوں کا مالک بھی بیوپاری ہے۔ اور اگر آڑھتی نے ادھار جتنے میں فروخت کیا ہے، اتنے ہی پیسے بیوپاری کو نقد ادا کیے تو اس کے بارے میں ضابطہ یہ ہے کہ مال فروخت ہونے اور قیمت وصول ہونے سے پہلے بیوپاری مال کی قیمت کا مستحق نہیں بنتا۔ آڑھتی بیوپاری کو وصولی سے پہلے جو ادائیگی کرتا ہے۔ اس کی حیثیت قرض کی ہے۔ اور اس طرح آڑھتی بیوپاری کو وصولی سے پہلے جو ادائیگی کرتا ہے اس کی حیثیت قرض کی ہے۔ اور اسی طرح آڑھتی بھی قیمت وصول کرنے سے پہلے کمیشن کا مستحق نہیں بنتا۔ اس کی متبادل ایک صورت یہ ہے کہ آڑھتی بیوپاری سے خود مال خرید لے اور آگے اپنے نفع کے ساتھ اس کو قیمت کے برابر قرض دے دے۔ پھر جب آڑھتی کو قیمت وصول ہو جائے تو وہ بیوپاری سے معاملہ برابر سرابر کرے۔

مسئلہ:...... دوکان پر ملازم رکھا اور یہ طے ہوا کہ جو نفع ہوگا اس کا دس فیصد ملازم کو ملیگا۔ تو یہ صحیح ہے اور اگر یوں طے پایا کہ کل آمدنی (Income) کا مثلاً دو فیصد ملازم کو ملیگا تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ:...... اگر ملازم کی بنیادی تنخواہ مقرر ہو پھر یہ طے پائے کہ وہ جتنی بکری (Sale) کرائیگا۔ اس پر اس کو پانچ فیصد کمیشن مزید ملے گا۔ تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ:...... حکیم یا ڈاکٹر کسی دوا فروش سے یوں معاملہ طے کرے کہ جتنے نسخے ہم تمہارے پاس بھیجیں گے ان کا پانچ فیصد ہم کو دینا تو اگر دوا فروش اس کو تسلیم بھی کر لے تب بھی یہ معاملہ درست نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آدمی بروکر دلال اس وقت بنتا ہے۔ جب بائع اور مشتری دونوں کو علم ہو کہ درمیان کا آدمی دلال ہے۔

مسئلہ:...... جو لوگ کسی ادارے کے عہدیدار ہوں، خواہ اعزازی یا تنخواہ دار اور جو باقاعدہ تنخواہ پر ملازم ہوں، یہ جب ادارے کے لیے کوئی خریداری کریں اور اس پر کچھ فروخت کنندہ سے کمیشن وصول کریں۔ جو اگرچہ فروخت کنندہ نے اپنے

واجبی نفع میں سے دیئے ہو، تو وہ رشوت ہے اور حرام ہے۔

مسئلہ:...... کمپنی اپنی مصنوعات میں مثلاً پینٹ کی کمپنی پینٹ کے ڈبے میں کاریگر کے لیے جو نقدی رکھتی ہے، وہ کمیشن نہیں رشوت ہے۔

مسئلہ:...... - زید بکر سے کہتا ہے کہ جب تم منڈی جاؤ، تو میرے لیے فلاں سامان خرید لانا۔ اس کام کے لیے کوئی اجرت طے نہیں ہوئی، بلکہ اس کے برعکس دونوں جانتے ہیں کہ یہ کام بغیر اجرت کے ہے۔ بکر منڈی سے اپنے تعلقات کی وجہ سے تھوک کے ریٹ سے بھی کم پر خرید لیتا ہے۔ بکر نے جو زائد رعایت حاصل کی ہے اس کو وہ کمیشن کے طور پر خود نہیں رکھ سکتا۔ کیونکہ کمیشن پر خریدنا طے نہیں ہوا۔ اور بکر زید سے صرف اتنی رقم لے سکتا ہے جو اس نے سامان خریدنے میں ادا کی ہے۔

البتہ اگر بکر کا معمول اور کاروبار ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو منڈی سے اجرت و کمیشن پر مال لا کر دیتا ہے تو اس صورت میں وہ زید سے اپنا کمیشن وصول کر سکتا ہے۔ جبکہ کمیشن کے بغیر لانا طے نہ ہوا ہو۔

بیوپاری، ٹھیکیدار یا زمیندار کا آڑھتی و کمیشن ایجنٹ سے قرض لینا:

یہ رواج پڑا ہوا ہے کہ اکثر بیوپاری اور ٹھیکدار کسی آڑھتی کے پاس مال لانے کے لیے قرض (ایڈوانس) لیتے ہیں۔ اس کے بعد مال لاتے ہیں یعنی بیوپاری کا کسی آڑھتی کے پاس مال لانا اس کے ساتھ مشروط ہوتا ہے کہ آڑھتی اس کو قرض دے۔

آڑھتی بھی بیوپاری کو اپنا پابند کرنے کے لیے خود اس کو بلا طلب قرض (Advance) دیتا ہے۔ اس نظام کو مزید پختہ کرنے کے لیے منڈی کے آڑھتیوں میں اجتماعی طور پر یہ ضابطہ طے پایا جاتا ہے۔ کہ اگر مقروض بیوپاری اپنا مال کسی اور آڑھتی کے پاس لے جائے تو اس آڑھتی پر لازم ہوگا کہ وہ حاصل شدہ آڑھت اور کمیشن قرض دینے والے آڑھتی کو ادا کرے۔ علاوہ ازیں اکثر آڑھتی بیوپاری کا لایا ہوا کچھ مال نسبتاً کم داموں پر خود خرید لیتے ہیں۔ اور بیوپاری زیر بار ہونے کی وجہ سے خاموش رہنے پر مجبور ہوتا ہے۔

بیوپاری، ٹھیکدار اور زمیندار کے قرض لینے اور آڑھتی کے قرض کا موجودہ رواج مفاسد پر مشتمل ہے جن میں سے چند ایک اوپر بھی ذکر ہوئے ہیں۔ اس لیے اس رواج کو ترک کرنا ضروری ہے۔ اگر کبھی کسی بیوپاری کو کسی مجبوری سے قرض لینے کی نوبت آجائے اور آڑھتی اس کو قرض دینے پر راضی ہو تو مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔

۱)...... بیوپاری وغیرہ کو اس بات کا پابند نہ کیا جائے کہ وہ مال صرف قرض دینے والے آڑھتی کے پاس لائے۔

۲)...... آڑھتی بیوپاری کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس کم نرخ پر سامان نہ خریدے کیونکہ ایک تو اس میں دوسرے کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا ہے اور دوسرے اپنے دیئے ہوئے قرض پر نفع اٹھانا ہے، جو سود کی صورت ہے۔

۳)...... یہ ضابطہ اور قانون کہ فروخت کرنے والے آڑھتی پر لازم ہوگا کہ وہ حاصل شدہ کمیشن اور آڑھت قرض دینے والے آڑھتی کو دے، ناجائز ہے۔ اور قرض دینے والے آڑھتی کو اس کا لینا حرام ہے۔ کیونکہ کام دوسرے نے کیا ہے اس نے نہیں کیا ہے۔ لہٰذا ایک تو دوسرے کا حق مارتا ہے اور دوسرے وہ یہ رقم اپنے قرض کی بنیاد پر لیتا ہے تو یہ کھلا سود ہے۔

تنبیہہ:....... جیسے اوپر ذکر ہوا کہ چونکہ بیوپاری وغیرہ کو قرض دینے کا رواج ہے اور جتنا زیادہ قرض دیا جائے اور جتنے زیادہ بیوپاری کو دیا جائے اتنا زیادہ کام بڑھتا ہے تو آڑھتی لوگوں کو اپنے ساتھ شریک کر لیتے ہیں اور ان کو (Sleeping Partner) بنا لیتے ہیں۔ یہ شراکت بالکل غلط اور ناجائز ہے کیونکہ ایک تو شراکت میں جمع کی ہوئی رقم کسی کاروبار میں نہیں لگتی بلکہ صرف قرض میں دی جاتی ہے۔ اور دوسرے آڑھتی سرمائے پر نہیں بلکہ اپنی محنت پر کمیشن وصول کرتا ہے، لہٰذا اس کمیشن میں بھی شراکت نہیں ہوسکتی۔

پھلوں میں آڑھت کے دو واجب اصلاح رواج:

۱)...... آجکل منڈیوں میں یہ صورت رائج ہے کہ آڑھتی کے پاس پھل دو صورتوں میں لیا جاتا ہے۔ پیٹی میں بند بھی اور کھلا بھی ہر صورت میں کمیشن کا مخصوص طریقہ ہے۔

(۱)...... پیٹی میں بند پھل:۔ پیٹی میں بند پھل کی صورت میں آڑھتی گاہک سے بھی "لاگا" کے نام پر دس روپے کمیشن لیتا ہے۔

پھر اگر آڑھتی نے بیوپاری کو قرض ایڈوانس دیا ہوتا ہے۔ تب تو بیوپاری اور آڑھتی وہ دس روپے آپس میں طے کردہ شرح سے اپنے درمیان تقسیم کر لیتے ہیں۔ اور اگر آڑھتی نے بیوپاری کو کچھ ایڈوانس نہ دیا ہو تو کل دس روپے بیوپاری لے لیتا ہے۔

(۲)...... کھلا پھل:۔ کھلا مال ہو تو آڑھتی بیوپاری سے کچھ نہیں لیتے البتہ گاہک سے مثلاً فی ٹوکرا دس روپے کمیشن بھی لیتے ہیں۔ اور ایک دانہ پھل کا بھی لیتے ہیں۔ اس طرح سے حاصل شدہ دانوں کو فروخت کیا جاتا ہے۔ یہ دانے اور ان کی قیمت کو ڈالی کہتے ہیں۔ دس روپے اور ڈالی آڑھتی لیتا ہے اور نصف بیوپاری لیتا ہے۔

اس مروجہ صورت کا حکم یہ ہے کہ آڑھتی تو خود بیوپاری کا کمیشن اور اجرت پر ملازم ہے لہٰذا وہ اپنی اجرت (یا آڑھت یا کمیشن) صرف بیوپاری سے لے سکتا ہے۔ وہ بروکر (Broker) کے معنی میں دلال نہیں ہے جو گاہک سے بھی دلالی لے سکتا ہے۔ اس لیے مذکورہ رواج کی بنیاد ہی غلط ہے۔ ڈالی کا رواج بھی غلط ہے۔ کیونکہ اس میں بھی یہی قباحت ہے۔ قرض دینے کی صورت میں آڑھتی کو بھی اس کمیشن میں سے حصہ ملتا ہے تو یہ سود ہے۔ کیونکہ قرض پر نفع ہے۔ قرض نہ دیا تو نہیں ملتا۔ اور خود بیوپاری کا اس میں سے کمیشن یا حصہ لینا غلطی در غلطی ہے۔ کیونکہ یہ تو ایسی صورت بنی کہ ایک پھل والا ایک درجن مالٹے تیس روپے میں فروخت کرے۔ پھر گاہک سے قیمت کے تیس روپے بھی لے اور کمیشن کا ایک مالٹا یا دو روپے بھی وصول کرے۔

صحیح اور شرعی طریقہ یہ ہے کہ بیوپاری جتنی قیمت پر راضی ہو آڑھتی اس قیمت پر مال فروخت کرے قیمت ساری بیوپاری کی ہوگی۔ اور بیوپاری اپنے پاس سے آڑھتی کو اس کی آڑھت اور اجرت دے۔

۲)...... بعض آڑھتی بعض مال کے بارے میں بیوپاری کو جھوٹ کہہ دیتے ہیں کہ وہ مثلاً ایک سو بیس روپے کی پیٹی کے حساب سے فروخت ہو گیا۔ اور اسی حساب سے بیوپاری کو ادائیگی کرتے ہیں۔ لیکن واقع میں وہ اس کو بعد میں اسی منڈی میں یا کسی دوسری جگہ بیچ کر مہنگے داموں فروخت کرتے ہیں۔ اور زیادہ رقم خود رکھ لیتے ہیں، یہ حرام ہے۔ غلط بیانی بھی حرام ہے اور جو زائد رقم حاصل ہوئی، اس کا مالک بھی بیوپاری ہے آڑھتی نہیں، لہٰذا اس کے لیے وہ رقم بھی حرام ہے۔

کمیشن ایجنٹ دلالی کی چند جدید صورتیں:

۱)...... فاریکس (Forex) کمپنیاں:

ان سے مراد وہ کمپنیاں ہیں جو اپنے مؤکلین اور عالمی تجارتی مراکز میں موجود دلالوں کے درمیان کمیشن ایجنٹ کے طور پر کام کرتی ہیں۔

A commission House between the clints and brokerage houses in the various finance trading centres of the world.

اس کا طریقہ بعض کمپنیوں کے ہاں یہ ہے کہ کمپنی میں دس ہزار ڈالر جمع کرا کے آپ اس کے رکن بن جائیں۔ کمپنی والے پھر آپ کی راہنمائی کرتے ہیں کہ آپ کب اور کون سی کرنسی خریدیں کہ جس کو بعد میں فروخت کر کے نفع کی امید کی جا سکتی ہے۔ ہر کرنسی کی خرید کی کم سے کم مقدار مقرر رہتی ہے۔ جس کو لاٹ (Lat) یا کیپ کہا جاتا ہے۔

جب آپ کسی کرنسی کی ایک لاٹ خریدنا چاہیں اور کمپنی کو اپنا آرڈر دیں تو کمپنی ان جمع شدہ دس ہزار ڈالر میں سے دو ہزار ڈالر بطور بیعانہ یا سیکورٹی کے مختص کر لیتی ہے۔اور آرڈر اپنے مرکزی دفتر کو پہنچا دیتی ہے جو آرڈر کی تکمیل کر کے لاٹ کی خرید کی اطلاع دیتا ہے۔

یہ خرید دو طرح کی ہوئی ہے۔ایک نقد جس کو " Spot / Cash Trading " کہتے ہیں اور دوسری بیع سلم قسم کی، جس کو " Future Trading " کہتے ہیں۔ " Future " میں یہ طے پایا جاتا ہے کہ بائع ایک مقرر مدت کے بعد طے شدہ مہینے میں فلاں تاریخ کو وہ لاٹ مہیا کریگا۔اور قیمت کی تعین بھی کر لیتے ہیں۔عام طور سے جو سودے کئے جاتے ہیں وہ فیوچر کے ہوتے ہیں۔

آپ کمپنی کے ذریعے جب کوئی لاٹ خریدتے ہیں۔تو خواہ بعد میں آپ کو کوئی فائدہ ہو یا نقصان ہو کمپنی آپ کو وہ سودا کرانے پر آپ سے مثلاً پچاس ڈالر کمیشن وصول کرتی ہے۔

پھر آپ نے جو لاٹ خریدی اگر خریداری کے دن ہی آپ نے وہ آگے فروخت کروادی تو کمپنی صرف کمیشن وصول کریگی اور اگر فروخت میں کچھ دن لگ گئے تو کمپنی کمیشن کے علاوہ مثلاً پچاس ڈالر یومیہ کے حساب سے آپ سے سود وصول کریگی۔اس کا روبار میں مندرجہ ذیل خرابیاں ہیں:

۱)...... سود کا معاملہ کرنے کی اور سود کی نوبت آتی ہے۔

۲)...... ایک کرنسی سے دوسری کرنسی خریدیں تو کم از کم ایک جانب سے پوری ادائیگی سودے کے وقت ہونی ضروری ہے۔ " باع فلوساً مثلها او بدراهم او دنانير فان نقد احدهما جاز وان تفرقا بلا قبض احدهما لم يجز " (درمختار)

" لانه يكون افتراقا عن دين بدين وهو غير صحيح " ۔ (ردالمختار ص ۱۹۲ ج ۴)۔

۳)...... کرنسی میں بیع سلم جائز نہیں ہے۔حاصل یہ ہے کہ جب " Forer " کے کاروبار کی صورت ہی صحیح نہیں تو اس کیلئے دلالی کرنا بھی جائز نہیں۔اور اس پر جو کمیشن لیا جائے وہ بھی حرام ہے۔

2: سٹاک مارکیٹ میں شیئرز کی دلالی:

کسی پبلک کمپنی کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے سرمایہ دار اور پھر عوام سرمایہ مہیا کرتے ہیں۔اور مثلاً اس کے ہر پچاس روپے کو

ایک حصہ " Share " کیا جاتا ہے۔اس طرح سے مشترک مال حاصل ہوتا ہے۔اس کے بعد بنیادی سرمایہ فراہم کرنے والے کچھ لوگوں کو کمپنی کا ڈائریکٹر مقرر کیا جاتا ہے۔ جو اجرت پر کمپنی کا کاروبار چلاتے ہیں۔ڈائریکٹروں کی اجرت سمیت تمام اخراجات مہیا کر کے جو نفع ہوتا ہے۔اس کو کل حصص پر تقسیم کر دیا جاتا ہے۔

اگر چہ عرف عام میں اس کو شرکت کہا جاتا ہے لیکن شرعی نقطہ نگاہ سے یہ معاملہ مشترکہ مال اجارہ کا ہے۔

کمپنیوں میں عام طور سے دو خرابیاں پائی جاتی ہیں:

۱)...... ڈائریکٹروں کی اجرتیں مجہول ہوتی ہیں اور معاملہ کرتے ہوئے یہ علم نہیں ہوتا کہ وہ کتنی اجرت وصول کریں گے۔اس میں شک نہیں کہ ان کی بنیادی تنخواہ متعین ہوتی ہے لیکن جو بھتے اور اِلاؤنسز " Allowences " کہتے ہیں،وہ بھی تو اجرت کا حصہ ہیں۔ان کی مقدار متعین نہیں ہوتی۔اور مشاہدہ اور مطالعہ سے معلوم ہے کہ وہ جہالت کچھ کم نہیں ہوتی۔کیونکہ اِلاؤنسز کے نام پر بنیادی تنخواہ سے کئی کئی گنا زیادہ وصول کیا جاتا ہے۔اور پھر سال بہ سال اس میں تفاوت بھی بہت ہوتا ہے۔اجرت کے غیر متعین ہونے سے اجارہ فاسد ہو جاتا ہے۔

۲)...... کمپنی کے آرٹیکلز میں یہ شق موجود ہوتی ہے کہ ڈائریکٹروں کو سود پر لین دین کا اختیار ہوگا۔اور وہ اس پر عمل بھی کرتے ہیں۔لہٰذا جب کوئی شخص کمپنی کے شیئرز خریدتا ہے تو اس شرط کو تسلیم کرتے ہوئے خریدتا ہے۔چونکہ یہ شرط ناجائز ہے۔لہٰذا اس سے بھی وہ اجارہ فاسد ہوا۔ ان مذکورہ دو خرابیوں کی وجہ سے بھی شیئرز کی خرید وفروخت اوران کی دلالی سب ناجائز ہے۔

شیئرز کے کاروبار کے ناجائز ہونے کی مزید دو صورتیں یہ ہیں:

۱)...... اگر کمپنی حرام کاروبار میں ملوث ہو مثلاً وہ بنک ہو یا انشورنس کمپنی ہو یا شراب کے کاروبار کی کمپنی ہو یا کسی اور حرام کام کی کمپنی ہو تو اس کے شیئرز کی خرید وفروخت اوران کی دلالی سب ناجائز ہے۔

۲)...... جب شیئرز کی خرید وفروخت مقصود نہ ہو بلکہ آخر میں جا کر آپس کا فرق " Difference " برابر کر لیا جائے۔تو یہ حرام ہے اور سود ہے اور جوا ہے دلال کا اس کام میں حصہ دار بننا بھی حرام ہے۔

......☆☆☆☆☆......